



## سوال

(40) البوداؤد اور بخاری میں ہے کہ جمعہ کے دن بارش ہوئی تو الخ

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید کہتا ہے کہ آدمی جنگل میں یا کھیت میں سخت ضرورت کے سبب گاؤں میں حاضر نہ ہو سکتا ہو۔ تو اپنے کھیت میں اکیلا جمعہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

اول: ... عبد اللہ بن عباس کا قول ہے۔ امام شوکانی کشف الغمہ میں لکھتے ہیں کہ ایک آدمی کا جمعہ ہو جاتا ہے۔ ابن عباس سے کسی نے سوال کیا کہ اگر کوئی آدمی اکیلا اپنے کھیت میں جمعہ پڑھ لے تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا: لاجرح۔ ابن زبیر کے زمانہ میں عید و جمعہ لکھے آئے تو ابن زبیر جمعہ کو نہ آنے لکھ لے پڑھ لیا۔

البوداؤد اور بخاری میں ہے کہ جمعہ کے دن بارش ہوئی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو کہا الصلوٰۃ فی یوم تکم کو۔ شاید انہوں نے اپنے گھروں میں ہی جمعہ پڑھا ہو۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ بحرہوں والا جو پہاڑی پر رہتا تھا ہو سکتا ہے کہ وہ جمعہ اکیلا پڑھ لیتا ہو۔ و اختلافوا فی مصداق لفظ الجماعۃ قال الحافظ فی فتح الباری شرح البخاری فیہ خمسۃ عشر مذہبا احدھا تصح من الواحد نقلہ ابن حزم والیہ ذہب القاشانی والحسن بن صالح الخ۔ دلیل آیت شریفہ کفرتم بعد ایما نکم ان نعف عن طائفتہ منکم نعذب طاقتہ بائتم کا نوا مجرین۔ اس آیت میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے جماعت فرمایا ہے۔ زید یہ دلیل پیش کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اشد ضرورت والی کھیت میں یا اکیلا آدمی ہے۔ اس کے گاؤں میں بالکل جمعہ ہوتا ہی نہیں اور دوسری جگہ جا نہیں سکتا تو ایسی ضرورت میں اکیلا جمعہ کی تکلیف بلند کہہ کر بطور جماعت کے پڑھ لے۔ تو جمعہ ادا ہو جائے گا۔

عمر و کہتا ہے کہ ایک آدمی کو مطلقاً ہرگز ہرگز جمعہ جائز نہیں۔ تمام اہل اسلام کے برخلاف ہے۔ اجماع کے برخلاف ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی برخلاف ہے۔ کیوں کہ حدیث میں جماعت کا لفظ آیا ہے۔ دو ہوں تو جمعہ ہو سکتا ہے۔ اکیلا ہرگز نہیں پڑھ سکتا۔ فقط

سوال یہ ہے کہ زید و عمر و دونوں میں سے حق پر کون ہے۔ اکیلا جمعہ پڑھ لے تو جمعہ ادا ہوتا ہے یا نہیں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مشکوٰۃ میں ہے:

عن طارق بن شهاب قال قال النبی ﷺ الجمعۃ قال قال النبی ﷺ الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الاعلیٰ اربعۃ عبد مملوک او امراتہ او صبی او مریض رواہ البوداؤد فی شرح السنۃ

بلغظ المصانج عن رجل من بنی وائل - (مشکوٰۃ ۱۲۱، باب وجوبها)

یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا چار کے سوا ہر مسلمان پر جماعت میں جمعہ حق واجب ہے۔ صرف غلام عورت، لڑکا، بیمار اس حکم سے خارج ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت ضروری ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لا مستند لصحتها من الواحد المنفرد واما من قال انها تصح باثنين فاستدل بان العدا جب بالحدیث والجماع وراى انه لم يثبت دليل على اشتراط عدد مخصوص وقد صحت الجماعه في سائر الصلوات باثنين ولا فرق بينها وبين الجماعه ولم يأت نص من رسول الله ﷺ بان الجماعه لا تنعقد الا بكذا وهذا القول هو الراجح عندى -

(نبیل الاوطار جلد ۳، ص ۱۰۸)

یعنی اکیلے کے جمعہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں اور جو کہتے ہیں کم از کم دو کے ساتھ جمعہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے (اوپر کی) حدیث اور الجماع سے استدلال کیا ہے۔ حدیث اور الجماع دونوں سے جماعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اور کسی حدیث میں عدد کی تعیین نہیں آئی۔ اور باقی نمازوں میں دو کی جماعت ہو جاتی ہے تو جمعہ کی بھی ادنیٰ درجہ سے جماعت ہو جائے گی۔ اور میرے نزدیک یہی قول راجح ہے۔

نیز امام شوکانی درارمی المصنیہ شرح درر البہیہ میں اور نواب صدیق الحسن روضۃ الندیہ شرح درر البہیہ لکھتے ہیں :

لولا حدیث طارق بن شہاب الذکور قریبا من تقیید الوجوب علی کل مسلم بخونه فی جماعه ومن عدم اقامتها ﷺ فی زمنہ فی غیر جماعه لکان فحلها فرادی مجزا کغیرها من الصواب - (ص ۸۹)

یعنی اگر طارق بن شہاب کی حدیث نہ ہوتی جس نے جمعہ کو جماعت میں واجب کہا ہے نیز رسول اللہ ﷺ کے ہمیشہ پڑھنے کا ذکر نہ ہوتا تو جیسے اور نمازیں اکیلے اکیلے ہو جاتی ہیں۔ جمعہ بھی اکیلے اکیلے جائز ہوتا مگر حدیث مذکور اور آپ کا ہمیشہ جماعت میں پڑھنا اکیلے کے جمعہ صحیح ہونے سے مانع ہے۔

زید نے اپنے دعویٰ کے جتنے بھی دلائل دیے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی اس بارہ میں صریح نہیں کہ اکیلے کا جمعہ ہو جاتا ہے۔ عید جمعہ کے اکٹھا ہونے کے دن ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے جمعہ پڑھنے کا کہیں ذکر نہیں پھر صحابی کا قول فعل حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں۔ اسی طرح بارش کی روایت میں اور پہاڑی پر رہنے والے کی حدیث میں جمعہ پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں پھر گھروں میں کئی آدمی ہوتے ہیں۔ اکیلے ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

رہا ابن عباس کا قول جو کشف الغمہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے امام شوکانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچا۔ ورنہ نبیل الاوطار کی عبارت میں جماعت کی شرط پر الجماع نقل نہ کرتے۔ پھر یہ حدیث کے خلاف ہے اس لیے بھی اس کا اعتبار نہیں۔ اس کے علاوہ کشف الغمہ میں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکیلے کا حقیقت میں جمعہ نہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جو جمعہ نہ پائے وہ دور رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور چار بھی پڑھ سکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک جس کو جمعہ نہ ملے اس پر چار رکعت ضروری نہیں۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے :

سئل ابن عباس رجل صلی الجماعۃ فی بستانہ فرادی فقال لا حرج اذا قام شعرا الجماعۃ بغیرہ - (کشف الغمہ - ص ۱۲۲)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کی بابت سوال ہوا جو اکیلا اپنے باغ میں جمعہ پڑھے تو فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے بغیر جمعہ کا شعار قائم ہو۔ جمعہ کا شعار قائم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ باجماعت خطبہ کے ساتھ اس کے بغیر وہاں جمعہ ہوتا ہو تو اس صورت میں (بوجہ دوری) کے باغ میں اکیلا پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔



اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ اس کی دو رکعت حقیقت میں جمعہ نہیں۔ ورنہ اس کے بغیر جمعہ کے شعارقائم ہونے کی شرط قائم نہ کرتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ شرط اس لیے کہ ہے کہ اس کے اکیسے خطبہ پڑھنے کا تو کچھ معنی ہی نہیں۔ کیوں کہ خطبہ خطاب سے ہے جو مخاطب کو چاہتا ہے تو صرف دو رکعت بغیر جماعت کے ہوں، پس جب یہ دو رکعت حقیقت میں جمعہ نہ ہوں تو یہ کہنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ اکیسے کا جمعہ ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح نہ ہوا بلکہ اس کا مال اس طرف ہوا کہ جو جمعہ نہ پاسکے وہ جمعہ کے دن کتنی رکعت پڑھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ دو رکعت پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور اکثر علماء کہتے ہیں۔ چار پڑھے اور حدیث کی رو سے یہی صحیح ہے ملاحظہ ہو۔

(مشکوٰۃ باب ص ۱۲۳، الخطبہ)

اور زید کا یہ کہنا کہ جماعت کا استعمال ایک میں بھی ہوتا ہے۔ یہ درست نہیں جس کی کئی وجہیں ہیں ایک یہ کہ ابن ماجہ وغیرہ میں حدیث ہے: اثنتان فما فوقهما یعنی دو پس دو سے زیادہ جماعت ہیں اور بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب باندھا ہے۔

دوم: جماعت کا لفظ اجتماع کو چاہتا ہے۔ ایک شے کے اجتماع کا کچھ معنی نہیں۔ اور آیت مذکورہ میں طائفہ کا لفظ اجتماع کو نہیں چاہتا، اس لیے اس کا استعمال ایک میں بھی ہو سکتا ہے کیوں کہ اس کے اصل معنی ٹکڑے کے ہیں۔ خواہ ایک شخص ہو یا زیادہ ہوں۔

سوم: طارق بن شہاب کی حدیث میں جماعت کی شرط کرنا فضول جاتا ہے۔ اگر ایک کا جمعہ ہو جانا، تو جماعت کے لفظ کی ضرورت نہ تھی۔

چہارم: طارق بن شہاب کی حدیث میں کلمہ فی ہے۔ جس کے معنی اندر کے ہیں اور اندر تبھی ہوگا، جب کم سے کم دو ہوں۔ گویا ایک یہ ہوا اور ایک دوسرا ہو تو دونوں کے مجموعے سے جماعت بن گئی۔ اب ہر ایک کو اس جماعت کے اندر کہہ سکتے ہیں۔ جیسے نحوی کہتے ہیں ”الکلام ما تضمن کلمتین“ یعنی کلام وہ ہے جس کے اندر دو کلمے ہوں حالانکہ کلام اصل میں دو کلموں سے بنتی ہے۔ تو یہاں اندر کہنے کی وجہ یہی ہے کہ اکیلا اکیلا کلمہ دو کے مجموعے کے اندر ہے۔ بس اسی طرح اس حدیث میں سمجھنا چاہیے۔ اگر کوئی صاحب کہیں کہ فرشتے اور جن شریک ہو جاتے ہیں اس سے جماعت کا حکم ادا ہو جاتا ہے۔ جیسے بعض روایتوں میں اس شخص کی نسبت اللہ کے لشکر فرشتوں، جنوں کے ساتھ ہونے کا ذکر آیا ہے جو جنگل میں اذان دے کر نماز پڑھے۔ ملاحظہ ہو ترغیب منذری (باب الصلوٰۃ فی الظلّۃ) تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ثواب جماعت ہے۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں عمر حج کے برابر ہے۔ یعنی حج کا ثواب مل جاتا ہے نہ یہ کہ حج کا فرض اس کے ذمہ سے اتر گیا۔ ٹھیک اسی طرح فرشتوں کے ملنے کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ نیز فرشتوں جنوں کا شریک ہونا ایک باطنی معاملہ ہے۔ ظاہری احکام کا تعلق اس سے نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ ایک شخص ہو تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ اس خیال سے پیچھے کھڑا نہیں ہو سکتا کہ فرشتے اور جن آملیں گے۔ اسی طرح کوئی شخص اکیلا صفت کے پیچھے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جماعت سے فراغت کے بعد ایک شخص مسجد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم سے کوئی ہے۔ جو ثواب حاصل کرے۔ یعنی اس کے ساتھ شامل ہو کر جماعت کرادے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر شامل ہو گئے۔ (منتقى مع نیل الاوطار جلد ۳، ص ۲۹)

اسی طرح اگر ہمارے احکام فرشتوں، جنوں سے تعلق رکھتے تو حضرت یا کسی اور کے ساتھ شامل ہونے کی ضرورت نہ ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے شرط کی ہے کہ شعارجمہ کسی اور سے قائم ہو۔ اگر فرشتوں اور جنوں سے جماعت کا حکم پورا ہو جاتا تو اس شرط کی کیا ضرورت تھی؟ اور حدیث میں بھی جماعت کے شرط کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ کیوں کہ جب جن فرشتے شامل ہو جاتے ہیں اور ان کے شامل ہونے سے جماعت کا حکم پورا ہو جاتا ہے۔ تو آپ کا یہ فرمانا فضول ہے۔ کہ ہر مسلمان پر جماعت میں جمعہ واجب ہے۔ غرض جنوں فرشتوں کا شامل ہونا ایک باطنی معاملہ ہے ظاہری احکام کی بنا اس پر نہیں رکھی جاسکتی۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ کوئی شخص جنگل میں اذان دے کر نماز پڑھے تو اس کی حرص کی وجہ سے فرشتوں، جنوں کا شامل ہونا اس کے لیے جماعت کے ثواب کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ میں صبح کی نماز سے آفتاب نکلنے تک ذکر الہی کرنے والوں کے ساتھ بیٹھوں تو میرے نزدیک اولاد اسماعیل سے چار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اسی طرح عصر سے مغرب تک فرمایا۔ (مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

حالانکہ کسی کے ذمہ غلام کا کفارہ ہو تو وہ اس ذکر سے ادا نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح فرشتوں جنوں کے شریک ہونے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ جماعت کا حکم ادا



نہیں ہوتا۔

مولانا عبداللہ امرتسری

(فتاویٰ اہل حدیث ص ۳۴۲)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 04 ص 89-94

محدث فتویٰ